UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حوالے سے بشارت عیسوی: مختلف تفاسیر کی روشنی میں اناجیل اربعہ کا خصوصی مطالعہ

Did Jesus Predict Muhammad? A Critical Review of the Evangels in the light of Various Tafasir

Fazal Raheem
Ph.D Research Scholar, Shaykh Zayed Islamic Centre, Peshawar, PÉkistÉn
Email: fazal12@hotmail.com

Dr. Sahib Islam
Professor, Shaykh Zayed Islamic Centre, Peshawar, PÉkistÉn
Email: sahibislam@gmail.com

Abstract:
It is a fact that after believing in Allah belief in prophet hood is an essential part the chain of prophet hood has continued in every period but crown of finality of prophet hood has been bestowed up on the Prophet Muhammad(peace and blessing of Allah be up on him) It is a clear fact that all heavenly religions ,especially Islamic sharia , has adopted the path of moderateness and everything has been given its due place .Quran and all the revealed books like Torah the Gospel the Psalm and other scriptures have been the belief of prophet hood in the mind of human being with great temperance and frugality but without extremism and alteration unlike the Jews who called the Jesus as an illegitimate child .Christian made him the son of God. This is extreme and against the path of moderateness besides every prophet used to intimate about three things, 1:that he attests all those prophets sent and the books revealed before him .2: that all the prophets were given two qualities"(a) the bearers of glad things and (b)a Warner .3: that every prophet used to give revelation about the arrival of a new prophet who will take care of this assignment particularly about prophet Muhammad (PBUH) all famous prophets had revealed .Prophet Ibrahim had prayed that "o my Lord" send a messenger amongst them" Prophet(pbuh) said that he is the prayers of his father Ibrahim who had prayed for him and that Allah had accepted his prayers. Similarly Prophet Moses had predicted that a prophet will be sent amongst your brothers likewise Prophet Christ had forecasted about the arrival of a prophet whose name will be Ahmad and will be the prophet for the entire humanity till the Dooms day.

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i22032020*

Keywords: *Christ, Muhammad, Torah, Farqalit, Musliams*

موضوع کا تعارف: (Introduction):

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں سلسلہِ رسالت جاری فرمایا ہے، مگر آخری تاج ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر رکھ دی۔ ہر زمانے کے نبی اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی خبر دیتے تھے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا“۔ ”تم اُس کی سُننا“۔ اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وہ اُن سے کہے گا“۔([1])

اس بات کی تائید کلامِ خداوندی میں موجود ہے۔" **إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا**"[2] یعنی ”ہم نے تمہاری طرف رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) رسول اور گواہ بنا کر بھیجا، جس طرح ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ علیہ السلام) رسول بنا کر بھیجا تھا“۔ اسی وجہ سے اس بارے میں خاص کر حضرت موسیٰ السلام کا قصہ یاد دلایا، ورنہ ان سے پہلے اور بھی انبیاء گزر چکے ہیں“۔

بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد رسول کے حوالے سے اپنی قوم کو یہ خوشخبری سنا دی تھی۔ جیسا کہ قرآن میں بھی اس کی صراحت ہے:

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ "[3]

ترجمہ: اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم (علیہاالسلام) کی وہ بات، جو اس نے کہی تھی۔ ”اے بنی اسرائیل!، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں ،اس تورات کی جو پہلے آئی ہوئی موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح دھوکا ہے“۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری اناجیل میں موجود ہیں۔ مثلا:۔ ’ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا“۔۔(4)۔

اس کے علاوہ، آسمانی مذاہب (آسمانی شرائع) اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے گئے سماوی کتب کا، اگر مطالعہ کیا جائے، تو اس خبر کو ملی گی، بلکہ سارے آسمانی کتب ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ موجودہ دور میں ساری دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے ،اور سارے لوگوں کی درمیان تعلقات ،ومعاملات ،اور زندگی بقائے باہمی کے لیے وہ نظام چاہیے ،جس میں ایک دوسرے کے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

ساتھ اختلافات کم سے کم ہو ،تاکہ انسان اس کرہ زمین پر امن، وآشتی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ سارے مذاہب کے ماننے والے، اگر اپنی کتبِ مقدسہ کی طرف رجوع کرے اور ان کی تعلیمات کو اپنائیں، تو دنیا میں تنازعات بہت کم رونما ہوں گے۔

مندرجہ ذیل اردو تفاسیر نے اس مسئلہ کو اچھے انداز میں کتب سماوی اسے استفادہ کرکے دوسری تفاسیر سے کئی خصوصیات سے ممتاز ہیں۔

2۔ تفسیر حقانی(5) تفسیر حقانی اپنی تفسیر میں مذہبی مکالمے پر خاص کر مسئلہ زیر بحث کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

3۔ تفہیم القرآن(6) تفسیر تفہیم القرآن مذکورہ دو تفاسیر کے خصوصیات کے علاوہ مؤلف تفہیم القرآن نے ان خصوصیات کو مزید پروان چڑھایا، اور کتب مقدسہ/ بائبل اور انجیل کے متعدد نسخوں سے براہ راست استفادہ کرکے، اور ان کے نصوص ذکر کئے ہے۔

تفسیر حقانی کا تعارف وخصوصیات۔

تفسیر حقانی، علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی نے تصنیف کی ہے۔ یہ تفسیر "فتح المنان" کے نام سے آٹھ جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر ہے۔ جس میں ہر مسئلہ پر ہر پہلو سے تفصیلی بحث کی ہے۔ پھر اس کی خوبی یہ ہے کہ تفسیر صالحین، اور عقائد اہل سنت والجماعۃ کے طریقہ پر لکھی گئی ہے۔

تفسیر حقانی کی خصوصیات:

یہ تفسیر حقانی، کئی لحاظ سے امتیازی خصوصیات کے حامل ہے، بعض ان میں سے درج ذیل ہیں:

۱۔ اس کا شمار بہترین تراجم وتفاسیر میں ہوتا ہے۔

۲۔ یہ عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔

۳۔ اس تفسیر میں روایت کو کتاب حدیث سے اور درایت کو اس فن کے علماء محققین سے جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ اردو زبان میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا گیا ہے۔

۵۔ ہر ایک آیت کے مشکل الفاظ کے معنی اور اردو میں پوری تشریح لکھنے کے بعد عام فہم تفسیر، اردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا گیا ہے۔

٦۔ عوام الناس کے لئے سلیس اردو میں زیر متن بامحاورہ ترجمہ اور نفس ترجمہ میں تفسیر کو قوسین کے درمیان لایا گیا ہے۔

۷۔ اس تفسیر کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ مفسر قرآن نے بائبل اور دوسری مذہبی کتابوں سے تقابلی مطالعہ کیا ہے اور سرسید احمد خان کی فکری لغزشوں پر تنبیہ، اس تفسیر کا خاص موضوع ہے۔

۸۔ علم معانی وبلاغت وغیرہ کی اصطلاحات اور رموز نکات اور معانی وبلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ پر بھی گفتگو کی ہے۔

۹۔ کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ وغیرہ کے نہیں لائی گئی ہے۔

۱۰۔ شان نزول میں روایت صحیحہ نقل کی گئی ہے۔

۱۱۔ آیات میں ربط پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

۱۲۔ منطق وفلسفہ سے استدلال اور فن مناظرہ کے مباحث کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۔ علماء کرام اور عربی دان حضرات کے لئے آیات کی تفسیر سے پہلے ترکیب نیز صرفی نحوی لغوی تشریح وتحقیق کی گئی ہے۔

۱۴۔ صوفیائے کرام کے فیوضات وملفوظات اور تصوف کے اسرار ونکات کی باریکیاں آیات کی تفسیر کے ضمن میں اپنا خاص رنگ اور روحانی اثر دکھلارہے ہیں۔

تفسیر تفہیم القرآن کا تعارف اور خصوصیات:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

مولانا مودودیؒ کی تصانیف کی تعداد ۶۰ سے زیادہ ہیں۔ جس کے مختلف موضوعات ہیں۔ مولانا کے زیادہ معروف تصانیف یہ ہیں۔ تفہیم القرآن، الجہاد فی الاسلام، تنقیحات، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، خلافت وملوکیت، تحریک آزادئ ہند، اور مسلمان، دینیات، اسلام اور ضبط ولادت، سنت کی آئینی حیثیت، پردہ، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کتابیں ہیں۔(7)

خصوصیات:

تفہیم القرآن کئی لحاظ سے امتیازی خصوصیات کی حامل ہے، چندان میں سے ذیل ہیں:

۱۔ یہ ایک اوسط تعلیم یافتہ مسلم کے لئے لکھی گئی ہے۔

۲۔ اس تفسیر کا شمار جدید ترین تراجم وتفاسیر میں ہوتا ہے۔

۳۔ اوسط تعلیم یافتہ مسلم طبقہ، اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا جزء ہے۔

۴۔ مولانا مودودیؒ کو یہ فن حاصل ہے کہ وہ مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی آسان طریقہ، آسان اسلوب، اور آسان زبان میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مولانا مودودیؒ صاحب نے اپنی تفسیر کو درحقیقت اوسط درجے کی تعلیم یافتہ غیر عربی دان حضرات کے لئے تحریر کیا ہے۔ جس کا انہوں نے دیباچہ میں کھل کر اظہار بھی کیا ہے۔

اپنی علمیت کے اظہار کے بجائے وہ مدعا اور اندازِ بیان کو عام قاری کے تصرف میں کردیتے ہیں، لہٰذا یہی وہ اسباب ہیں جن نے تفہیم القرآن، کو اس قدر مقبول بنایا ہے، جن کی بدولت تفہیم القرآن کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی، تو وہ ظاہر ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسے اعلیٰ پایہ کے عالم کے ترجمہ وتفسیر میں بے شمار خوبیاں، اور محاسن ہیں، لیکن مذکورہ نکات ان کو علماء کے طبقے کے ساتھ عوام میں بھی محبوب بنادیتے ہیں۔

دیباچہ تفہیم القرآن کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

> ”اس کام میں میرے پیش نظر علماء، اور محققین کی ضروریات نہیں ہیں، اور نہ ان لوگوں کی ضروریات ہیں، جو عربی زبان، اور علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کا گہرا تحقیقی مطالبہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں جن لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، وہ لوگ اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ ہیں، جو عربی سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں، اور علوم قرآن کے وسیع ذخیرے سے استفادہ کرنا جن کے لئے ممکن نہیں ہے، اس وجہ سے بہت ان تفسیری مباحث کو میں نے سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا، جو علم تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں، مگر اس طبقے کے لئے ضروری ہیں۔(8)

بائبل کی حقیقت:

جاننا چاہیے، کہ قرآن پاک میں زیادہ تر تورات اور انجیل اور زبور صحف ابراہیم کا ذکر آیا ہے(9)، اور ان کی تعریف وتصدیق اور کتب الٰہی ہونا بیان کیا ہے، اور بعض مضامین کا حوالہ ان کی جانب دیا ہے، اس لیے اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں، کہ ان

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

پر ایمان لانا ضروری ہے سارے انبیاء علیہم السلام، اور تمام کتب سماوی کو کوئی فرق کیے بغیر حق سمجھنا مسلمانوں کے اسلام ہی کا ایک حصہ ہے، اسی مناسبت سے بائبل پر کچھ بحث ضروری ہے، تاکہ اس کی حقیقت واضح ہو جائے۔(10)

اناجیل اربعہ کا تعارف، حصہ دوم عہد جدید:

عہد جدید میں یہ چار کتابیں مشہور ہیں۔ انجیل متی، مرقس، لوقا، اور انجیل یوحنا۔

اول: انجیل "متی" کہ جس کو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد متی حواری نے مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر موت تک کے حالات میں تاریخ کے طور پر جمع کیا۔

دوم: انجیل "مرقس" یہ مرقس کی تصنیف ہے اس میں بھی ابتداء سے لے کر آخر تک حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے احوال جمع کیے ہے، کہ مرقس نے حضرت عیسیٰ السلام کو نہیں دیکھا، اس لئے کہ یہ پطرس حواری کا شاگرد ہے، کیوں کہ پطرس اپنے پہلے خط کے پانچویں باب میں اس کو بیٹا کہتا ہے۔ یہ شخصیت رومی ہے، اور اس کی یہ کتاب لٹن یعنی رومی زبان میں تھی، پھر اس کا یونانی اور سریانی میں ترجمہ ہوا۔

سوم: انجیل "لوقا" یہ بھی حضرت عیسی علیہ السلام کی تاریخ ہے، جس سے لوقا نے لوگوں سے سن کر تالیف کیا ہے، بلکہ اس کے استاد پولس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا تھا، کیوں کہ وہ اپنی کتاب کے ابتدائی حصہ میں اقرار کرکے لکھتے ہیں۔ "چونکہ بہتوں نے کمر باندھی، ان کاموں کو جو بالحقیقت ہمارے درمیان ہوئے، بیان کرے۔ جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے، اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے، ہم سے روایت کی ہے۔

چہارم انجیل "یوحنا" اس میں یوحنا حواری نے حضرت عیسیٰ السلام کا تمام احوال ابتداء سے انتہا تک لکھا ہے، جس کا آخری جملہ یہ ہے" اور بھی بہت سے کام ہیں، جو "یسوع" نے کئے، اور اگر وہ جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں، کہ کتابیں جو لکھی جاتیں، دنیا میں نہ سما سکتیں"۔ ان چاروں تاریخوں کو، کہ جن کے عہد تالیف میں اختلاف ہے۔ عیسائی "انجیل اربعہ" کہتے ہیں۔(11)۔

رسالت کا لغوی، اور شرعی معنی:

علامہ ازہریؒ کے مطابق رسول کو رسول اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ پیغام پہنچانے والا ہے۔ رسول اس سے کہا جاتا ہے جس سے بھیجا گیا ہوں، اور اسی طرح رسالت ہے۔14

رسالت کا شرعی معنی علماء عقائد اس طرح کرتے ہیں۔

وهو المبعوث إلى عامة الجن وكافة الورى بالحق والهدى، وبالنور والضياء: كذلك، هذا ما يجب اعتقاده في النبي صلى الله عليه وسلم، لا يكفي أن نعتقد أنه رسول الله فقط، بل أنه رسول إلى الناس عامة، بل إلى الجن والإنس، قال سبحانه: ﴿ وما أرسلناك إلا كافة للناس بشيراً ونذيراً﴾(15) وقال له: ﴿ قل يا أيها الناس إني رسول الله إليكم جميعاً﴾(16) فرسالته إلى الناس عامة، وهذا من خصائصه عليه الصلاة والسلام، فهو رسول للناس عامة، ووجبت طاعته على جميع الخلق، عربهم وعجمهم، وأسودهم وأبيضهم، وإنسهم وجنهم، فكل من بلغته دعوة الرسول عليه الصلاة والسلام وجب أن يطيعه وأن يتبعه،(17)

ترجمہ: "رسول اس کو کہتے ہیں، کہ عام جنات، اور پوری مخلوق کی طرف، حق، اور ہدایت، اور نور کے ساتھ بھیجا گیا ہو۔ اسی طرح ضروری ہے، رسول للہ صلی اللہ علیہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i22032020*

وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ ،کہ وہ صرف رسول نہیں ،بلکہ عام انسانوں کی طرف بھیجا گیا رسول ہیں۔بلکہ اس سے بڑھ کر انس ،اور جن دونوں نوع مخلوق کا رسول ہیں۔ارشاد خداوندی ہے "،کہ ہم نے تجھے پورے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے"۔دوسری جگہ ارشاد ہے ،کہ "آپ کہہ دیجئے اے لوگو! بیشک میں اللہ کی طرف سے تم سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔پس ان کی رسالت عام ہے،اور یہ صرف ان کی خصوصیت ہے ،کہ ساری انسانیت کی طرف بھیجا ہوا رسول ہیں۔عرب،اور عجم سب پر ان کی تابعداری لازمی ہے،کالا ،سفید ہو،خواہ،انس ہو ،یا جن ،جس بھی ان کی دعوت پہنچی ،تو اس پر لازم ہے ،کہ ان کی اطاعت کی جائے۔

بشارت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔(18)

لفظِ بشارت کی تحقیق:

بشارت عربی کا لفظ ہے، لغت عربی میں معنی ہے "**التبشير إخبار فيه سرور**" **(19)** وہ خبر، کہ جس میں خوشی ،وسرور ہو۔

بعض اہل لغت نے تعریف یوں کی ہے۔التَّبْشِيرُ :الخَبَرِ الذي يُفِيدُ السُّرُورِ إلا أنه بِحَسَبِ أَصْلِ اللُّغَةِ عبارةٌ عن الخَبَرِ الذي يُؤَثِّر في البَشَرةِ تَغَيُّراً وهذا يكونُ للحُزْن أيضاً فوَجَبَ أن يكونَ لفظُ التَّبْشِيرِ حقيقةً في القِسْمَيْ (20)۔ترجمہ :عُرف لغت کے اعتبار سے خاص ہے اُس خبر کے ساتھ ،کہ جس میں سُرور،وخوشی کا فائدہ ہو،مگر بشارت اصل لغت میں اُس خبر کو کہتے ہیں، کہ جس سے انسان کا ظاہری چہرہ متاثر ہو کر متغیر ہو جائے۔اور اسی طرح یہ خبر پریشانی کے لیے بھی ہے،تو اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلے گا، کہ لفظِ تبشیر دونوں قسموں (یعنی خوشی،اور غم) میں حقیقت ہے"۔

مفسر امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں تبشیر کی ایسی تعریف کی ہے،الخبر الذي يفيد السرور إلا أنه بحسب أصل اللغة عبارة عن الخبر الذي يؤثر في تغير بشرة الوجه ، ومعلوم أن السرور كما يوجب تغير البشرة فكذلك الحزن ،(21)

ترجمہ : تبشیر صرف اُس خبر کو کہتے ہیں، کہ جس میں خوشی ،وسرور ہو،البتہ بشارت اصل لُغت کے اعتبار سے،اُس خبر کو کہا جاتا ہے، کہ جس میں انسانی چہرہ متاثر ہو،اور یہ بات بھی ظاہر ہے، جیسا، کہ خوشی کی خبر سے چہرہ انسانی متغیر ہوتا ہے،تو اسی طرح غم کی خبر سے بھی انسانی چہرہ متغیر ہو کر متاثر ہوتا ہے۔سو یہ بات ضروری ہے، کہ لفظِ تبشیر، "خوشی،اور غم" دونوں میں حقیقت ہے۔

بشارت دینا تمام انبیآء کی مشترکہ صفت۔

اس دینا میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا، تو تمام انبیآء علیہم السلام نے اپنی قوم کو دعوت دیتے وقت دو صفتوں کے ساتھ متصف تھے خوش خبری سنانے والے،اور ڈر سنانے والے۔اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ(22)

ترجمہ : "تھے سب لوگ ایک دین پر ، پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوش خبری سنانے والے،اور ڈرانے والے"۔

بشارت سنانا سارے انبیآء علیہم السلام کی مشترکہ صفت تھی، مگر عیسیٰ علیہ السلام نے ایک خاص بشارت اپنی قوم کو "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم "کے بارے میں یہ سنادی۔کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا، جس کا نام "احمد صلی اللہ علیہ وسلم " ہیں۔ آیئے قرآنِ کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کی اس خوشخبری، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا ارشاد فرمارہے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (23)

ترجمہ: ’’ اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم (علیہاالسلام) کی وہ بات ،جو اس نے کہی تھی ۔’’اے بنی اسرائیل ! ، میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں، اس تورات کی جو پہلے آئی ہوئی موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام ’’احمد ‘‘ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے ‘‘۔ تشریح: جب وہ فارقلیط (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھ معجزات اور آیات بینات لایا، جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے(جاءَہُم بِالبَیِّنَاتِ) پس جب ان کے پاس کھلی نشیاں آئیں، تو ازلی گمراہ ہونے بجائے اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبول کرتے ،بلکہ کہا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے، اب اس بات کو مشرکین عرب نے بھی کہی، اور فرقہ عیسائی بھی یہ کہے، تو ان دونوں فرقے ہم زبان ہوگی یعنی جہالت ،اور حشت میں یہ عیسائی مشرکین عرب سے کم نہ تھے۔۔(24)۔

بشارت میں احمد کا نام ذکر:

ارشاد خداوندی ہے(وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)(25) ترجمہ: ’’اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا‘‘۔

تشریح: اس بشارت کا تذکرہ، جو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سنادی تھی، ان اناجیل میں ،جس میں تحریف کی گئی، باقی نہ رہی انجیل یوحنا میں اس بشارت کی تصریح موجود ہے، بلکہ ،اس انجیل میں کئی جگہ اس ’’خوشخبری‘‘ کو ملتی ہے، مثلا:۔’’اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا، اور وہ تمہیں ’’فارقلیط‘‘ دے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے(یعنی روح حق جیسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی، کیوں کہ وہ نہ اس سے دیکھتی ہے، نہ جانتی ہے، لیکن تم اس سے جانتے ہوں، کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم ہی میں رہیں گے‘‘۔ لیکن وہ ’’فارقلیط‘‘ (جو روح حق) جس سے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہ تمہیں سب چیزیں سکھا دے گا، اور سب باتیں جو میں نے تم سے کہیں ہیں، یاد دلائے گا‘‘۔’’اور اب میں نے تمہیں اس کے پیدا ہونے سے پہلے کہا، کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو تم ایمان لاؤ‘‘۔’’بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا، اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے، اور بھی بہت سے باتیں ہیں ‘‘۔(26)۔ اس خوشخبری کو دوسری جگہ انجیل یوحنا میں اس طرح ذکر ہے، مثلا:۔ پھر جب وہ ’’ فارقلیط ‘‘جس سے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے) آئے تو میرے لیے گواہی دے گا، اور تم بھی گواہی دوں گے، کیوں کہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو‘‘۔(27)۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے، کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی مبعوث ہوئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ خدا ہے، اور نہ خدا کا جز۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا تھا، تو وہی فرماتے تھے، اس بات کی ثبوت ارشاد خداوندی میں ہے، (**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى**)۔(28) **آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار آخرت ،اور صفات کے متعلق جو غیب ہے سینکڑوں خبریں بتائیں، جن کی ضرورت تھی، مگر عیسائیوں کے روح القدس نے اس روز کچھ نہ بتائیں۔ ان سب کے علاوہ، وہ فارقلیط (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھ معجزات بھی لائے۔(29)**

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ یہود کی بدسلوکی اور تدبیر قتل سے خبر پا کر حواریوں سے کیا تھا، اس کلام میں آپ نے دنیا سے تشریف لے جانا ظاہر فرماتے ہیں اور حواریوں کی غمگین دلوں کو ایک آنیوالے "فارقلیط" (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تسلی دیتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ وہ "فارقلیط" آکر میری بزرگی بیان کرے گا، اور جن لوگوں نے مجھے نہیں مانا، اور مجھ پر موت کا حکم لگایا یعنی ان کو ملزم اور سزاوار ٹھہرائے گا، اور وہ "فارقلیط" جہان کا سردار اور مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہے، اس کی کوئی بات مجھ میں نہیں ۔(30)

تشریح: مذکورہ تفسیر کے بعد بائبل انجیل یوحنا سے جو ہم نے فارقلیط کی خوشخبری نقل کی، وہ اس مقام کے مطابق تھی، ورنہ اس کے علاوہ بھی جس قدر پیشن گوئیاں بائبل یعنی تورات انجیل اور پیغمبروں کے صحیفوں میں آپ صلی اللہ وسلم کے حق میں پائی جاتی ہیں، اور کسی کے حق میں نہیں اس کے علاوہ سینکڑوں دلائل حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی نبوت پر سورج سے زیادہ روشن موجود ہیں۔(31)۔

تفہیم القرآن کی روشنی میں۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اس بارے میں براہ راست کتب سابقہ سے استفادہ کیا ہے، مگر زیر بحث مسئلہ میں نمایا حیثیت کا حامل ہے۔ مثلا:۔ ذیل آیت کریمہ کو پیش کرکے خوب روشنی ڈالی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾(34)

ترجمہ: "اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کی وہ بات، جو اس نے کہی تھی۔" اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں، اس تورات کی جو پہلے آئی ہوئی موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح دھوکا ہے"۔

تشریح: (**مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ**) اس جملے کا کئی مطالب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ میں کوئی الگ دین لے کر نہیں آیا ہوں، وہی شریعت لایا ہوں، جو دین موسیٰ علیہ السلام لے کر آیا تھا۔ میں تورات کی تردید کرتا ہوا نہیں آیا ہوں، بلکہ اس کو سچ مان کر تصدیق کر رہا ہوں۔ جیسا کہ ہمیشہ سے اللہ کے رسول اپنے سے پہلے آئے ہوئے رسولوں کی تصدیق کرتے رہے ہیں، لہٰذا انکار کی کوئی وجہ نہیں، کہ تم میری رسالت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہو۔

دوسرا مطلب: یہ ہے، کہ میں ان خوشخبریوں کا ظہور ہوں، جو میرے آنے کے بارے میں تورات میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس کے بجائے کے تم میری رسالت سے انکار کرکے مخالفت کرتے ہو بہتر یہ تھا کہ میری رسالت کو تسلیم کرکے، اس بات کو لبیک کہتے ہوئے جس کے آنے کی خبر مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے دی تھی، وہ آگیا۔

تیسرا مطلب: یہ ہوگا، کہ میں اللہ کے رسول احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے کے متعلق تورات کی دی ہوئی خوشخبری کی تصدیق کرتا ہوں، اور میں خود بھی ان کے آنے کی بشارت دیتا ہوں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بات کا اشارہ اس خوشخبری کی طرف ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے دی تھی۔(35)

اس خطاب میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی سُننا “۔ ” اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں“۔ ” میں اُن کے لیے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالونگا، اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا“۔(36)

اس مذکورہ کلام کی موافقت قرآن کریم اسی طرح ذکر ہے

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾(37) ترجمہ: ”تم لوگوں کے پاس ہم نے اُسی طرح ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے، جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا“۔

تشریح: اس مشابہت ،اس کے سوا نہیں ہو سکتی ،کہ وہ نبی ایک مستقل شریعت لانے کے اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند ہو۔ اور یہ خصوصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بنی اسرائیل میں ،جو نبی بھی آئے تھے، وہ تو شریعت موسوی کے پیروکار تھے، اُن میں سے کوئی مستقل شریعت لے کر نہ آیا تھا۔(38)

ذیل جملہ میں بشارت عیسیٰ علیہ السلام ، نام احمد کی واضح خوشخبری۔

(وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ) ”اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا“۔

اس آیت کریمہ میں پہلی بات یہ ہے، کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ”احمد“ بتایا گیا ہے۔

دوم: احمد کے دو معنی ہیں ایک وہ شخص، جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہوں۔ دوم وہ شخص جس کے سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو، یا جو بندوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف ہو۔

احمدؐ کے بارے میں حدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا“ **قَالَ سَمَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ ... فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالْحَاشِرُ "(39)۔ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے ”کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنے نام ذکر کرکے فرمایا، کہ ”میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں، اور میں حاشر ہوں۔۔۔“۔**

حدیث:

ارشاد نبوی اسی طرح ہے، ''**اَنَادَعْوَةِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةِ عِيسَى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ''۔(40)**

ترجمہ: ”میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعآء ہوں، اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، جو اپنی قوم کو دی تھی، اور اپنی والدہ کے خواب ہوں، جو انہوں نے دیکھی، سو اس سے ایک نور نکلا، جو ملک شام کے محلات چمکتا ہوا نظر آیا“۔

کتب تواریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک صرف محمد ہی نہ تھا بلکہ احمد بھی معروف، اور مشہور تھا عرب کی سوسائٹی اس بات سے بالکل ناآشنا، وخالی تھی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کا نام احمد رکھ گیا ہو۔(41)

انجیل یوحنا اس حقیقت پر گواہ ہے کہ مسیح کی آمد کے زمانے میں بنی اسرائیل میں تین اشخاص کے منتظر تھے۔

ان میں سے ایک مسیح علیہ السلام۔ دوسرا ایلیاہ (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام کی آمد ثانی)

تیسرے ”وہ نبی“ انجیل کے الفاظ یہ ہیں”

” اور یُوحنّا (یحیٰ علیہ السلام) کی گواہی یہ ہے،” تو اُس نے اقرار کیا، اور انکار نہ کیا، بلکہ اقرار کیا میں تو مسیح نہیں ہوں“۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: *10.33195/uochjrs-v3i22032020*

اُنہوں نے اُس سے پوچھا، پھر کون ہے؟ کیا تو "ایلیاہ" ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تُو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا، کہ نہیں۔ پس اُنہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟۔اس نے کہا میں جیسا "یسعیاہ نبی" نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں، کہ تم خداوند کی راہ سیدھی کرو۔انہوں نے اُس سے یہ سوال کیا کہ، اگر تُو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ نہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟"۔(42)۔

دوسری بات: وہ پیشین گوئیاں دیکھیے، جو "انجیل یوحنا" میں تسلسل کے ساتھ منقول ہوئی ہیں۔

ذیل ارشادات کو غور سے پڑھیے۔انجیل یُوحنا میں ارشاد یوں ہے۔" اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تُمھیں دوسرا مددگار بخشے گا، کہ ابد (ہمیشہ) تک تُمہارے ساتھ رہے"۔" یعنی رُوح حق جس سے دُنیا حاصل نہیں کر سکتی کیوں کہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے"۔ "تم اس سے جانتے ہو کیوں کہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا"۔(43)

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تُم سے کہیں"۔ " مگر مددگار یعنی "رُوحُ القُدس" جس سے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمھیں سب باتیں سکھائے گا، اور جو کچھ میں نے تُم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"۔(44)۔

" اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیُونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں"۔(45)

" لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا" روح حق "جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا"۔(46)

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں، کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن، اگر جاؤں گا تو اُسے تُمہارے پاس بھیج دوں گا"۔(47)

تشریح: ان مذکورہ عبارات کے معنیٰ معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے، تو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام، اور ان کے ہم زمانہ اہل فلسطین کی عام زبان "آرامی" بولی جاتی تھی جس سے سریانی کہا جاتا ہے۔

اس ملک کے عوام یونانی زبان سے اس قدر ناواقف ہوئے، کہ یروشلم پر تسلط قائم کرنے بعد رومی جنرل تیٹس نے اہل یروشلم کو یونانی میں خطاب کیا، تو اس کا ترجمہ سریانی زبان میں کرنا پڑا۔اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں شاگردوں، جو کچھ سکھایا، وہ ضرور سریانی زبان ہی میں ہوگا۔

دوم: یہ بات بھی ضرور سمجھنا چاہیے، کہ بائبل کی چاروں انجیلیں، یونانی زبان بولنے والوں کی لکھی ہوئی ہیں۔جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس عیسایت میں داخل ہوئے تھے۔ان تک مسیح علیہ السلام کے اقوال، وروایات سریانی زبان بولنے والے مسیحیوں کو کسی تحریر کی شکل میں نہیں ملی، بلکہ زبانی روایات کی شکل میں پہنچیں تھیں۔

تیسری بات: یہ بہت ضروری ہے، کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد قریب، قریب تین صدیوں تک فلسطین کے رہنے والے مسیحی کی لسان سریانی رہی، اور نویں صدی عیسوی پہنچ کر لغت عربی نے اس کی جگہ پکڑ لی، ان سریانی بولنے والے فلسطین کے رہنے والے کی وساطت سے عیسائی، روایات سے وابسطہ، جو معلومات، ابتدائی دور تین صدیوں کے مسلمان علماء کو حاصل ہوئیں، وہ ان لوگوں کی معلومات کے اعتبار سے زیادہ معتبر ہونی چاہییں، جنھوں نے اس سریانی سے یونانی، اور پھر یونانی سے لاطینی زبانوں میں ترجمہ کے بعد ترجمہ کرکے معلومات موصول ہوئے ہیں۔

چوتھی بات: ایسے حقائق کی تاریخی واقعات جن سے انکار کرنا دانشمندی، اور سمجھداری سے بالاتر ہے۔اب دیکھئے، کہ "انجیل یوحنا" کے مذکورہ بالا عبارات میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنے بعد کے ایک آنے والے کی خوشخبری دے رہے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

ہیں۔جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں، کہ وہ ”دنیاکا سردار“ (یعنی سرور عالم) ہوگا۔”ابد تک “رہے گا”سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا“ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ”خود گواہی دے گا“ بائبل یوحنا کی ان عبارتوں میں ”روح القدس “اور” سچائی کی روح“ وغیرہ۔(48)۔

نتائج البحث: (Conclusion)

مذکورہ تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہو گئی، کہ ”شرائع من قبلنا“ یعنی ادیانِ سماوی، اور شریعت اسلامی نے اعتدال کی صفت ہر جگہ ملحوظ رکھی ہے۔ عقیدہ نبوت کا مسئلہ میں قرآنِ کریم، اور اس سے پہلے کتب منزلہ توریت، انجیل، زبور، اور دیگر صحائف نے ہر طرف کی رعایت رکھتے ہوئے، نہایت اعتدال سے کام لے کر لوگوں کے دل، دماغ میں یہ بات پختہ ہونے کے لیے، ہر طرح کے براہین قویہ سے اس عقیدہ نبوت کو ثابت کرکے لوگوں کو ترغیب دی ہے، کہ اس نظریہ کو تسلیم کرکے دنیا، اور آخرت دونوں میں بچاؤ، اور کامیابی ہے۔اور افراط، تفریط سے اپنے آپ کو بچاؤ، جیسا، کہ یہود، نصاریٰ اس، عقیدہ افراط، تفریط کی بیماری میں مبتلیٰ ہو گئے تھے۔

۱۔ تمام انبیآء علیہم السلام نے جب دنیا کے اندر تشریف لائیں تو، ان کو خاص طور پر دو صفتیں دی گئی تھی ”مبشرین، ومنذرین“ خوش خبری، اور ڈر سنانے والے تھے۔

۲۔ ہر نبی ان سے پہلے رسول کی تصدیق، وموافقت کرتے تھے، جیسے (**مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ**)(49) تصدیق کرنے والا ہوں، اُن رسولوں، اور کتب الٰہی کی جو میں سے پہلے گزر چکے ہیں۔

۳۔ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو دعوت دیتے وقت یہ بشارت بھی فرمایا کرتے تھے، کہ میرے بعد ایک نبی تشریف آوری فرمائیں گے، جو اس منصب رسالت کو سنبھالیں گے۔خاص کر آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں الوالعزم انبیآء علیہم السلام نے یہ خوشخبری سنادی، مثلا:۔اب الانبیآء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعاء کی ” رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا “(50) پروردگار! ان میں ایک رسول بھیج دیں“۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا”اَنَادَعْوَةِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ“(51) میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہوں“۔اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی تصریحات، جو اوپر تفصیل سے معلوم ہوئی۔اور اسی معاملہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خصوصی طور پر ”احمد“ نام لے کر خوش خبری سنادی۔(وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ)(52)۔ترجمہ:”اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا“۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ بائبل مقدس، (عہد نامہ عتیق، وجدید) لاہور، پاکستان بائبل سوسائٹی ۲۰۱۲ء۔ بائبل استثناء، باب ۱۸، آیت ۱۵۔
2۔ سورۃالمزمل15:73۔
3۔ سورۃالصّف6:16۔
4۔ انجیل یوحنا باب ۱۶، ورس ۷تا۸، اور ۱۳تا ۱۴۔
5۔ الحقانی، فتح البیان، مشہور بتفسیر حقانی، عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی الفیصل ناشران وتاجران غزنی سٹریٹ لاہور، ۲۰۱۳ء۔
6۔ مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔۲۰۰۵ء۔
7۔ انسائیکلوپیڈیا، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود، ناشران، وتاجران کتب اردو بازار لاہور، ج۱، ص ۱۰۷، ۱۰۴۔
8۔ مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، ج۱، ص ۵۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

۹۔ ابراہیم علیہ السلام: عراق کے علاقے بابل میں پیدا ہوئے تھے، جہاں لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت دی انہوں نے اس قوم توحید کی طرف دعوت دی۔

10۔ الحقانی، تفسیر حقانی، ج۱، ص۱۷۶۔

11۔ ایضا۔۱/۱۷۲۔

12۔ مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ج1، ص232۔

13۔ مودودیؒ، ایضا۔ ۱/۲۳۲۔

14۔ الأزہری۔ تہذیب اللغۃ، للأزہری بتحقیق طائفۃ من العلماء۔ قال ابن منظور (ولم إجد فی کتب اللغۃ إجمل من تہذیب اللغۃ للأزہری۔: الطبعۃ الاولیٰ 1964م فی مصر مادہ ت، ح، د، ج 12، ص 272۔

15۔ سورۃ سبا28:22۔

16۔ الاعراف7:198۔

17۔ الشیخ الفوزان، التعلیقات المختصرۃ علی متن العقیدۃ الطحاویۃ، مکتبہ الدعوۃ وتوعیہ الجالیات۔، ج۱، ص۷۴۔

18۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام: اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ انسانوں کو اپنی یہ قدرت دکھلائے کہ وہ بغیر باپ کے بھی اولاد دینے پر قادر رہے۔ تو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف وحی کی کہ ہم آپ کو ایک بچے عیسیٰ بن مریم کے بشارت دیتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی گریباں میں پھونک ماری اور وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنم لیا۔ پیدا ہونے کے بعد یہ ان کو اپنی قوم کی طرف لے آئی تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان لگایا کہ یہ آپ نے کیا کر دیا ہے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اس وقت گود میں تھے کہنے لگے، کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے کتاب اور نبوت عطاء کریں گے۔ (البدایہ والنہایہ اسماعیل بن کثیر، الناشر دار احیاء التراث بیروت 66/2/1998)۔

19۔ التعریفات للجرجانی، علی بن محمد بن علی الجرجانی۔ الناشر دار الکتاب العربی۔ بیروت الطبعۃ الأولی، ۱۴۰۵۔ تحقیق: إبراہیم الأبیاری ۔مادہ، ت۔ب۔ش، ج۱، ص۴۷۔

20۔ إبو الفیض، تاج العروس من جواہر القاموس: محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی، إبو الفیض، الملقّب بمرتضی، الزَّبیدی۔ مکتبہ توعیہ الجالیات، بحی الروضہ۔ مادہ۔ ب۔ ش۔ ر ج۱، ص۲۵۱۴۔

21۔ الرازی: تفسیر مفاتیح الغیب، والکبیر، إبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی، مشہور بلقب فخر الدین الرازی۔ الناشر دار احیاء التراث العربی بیروت 1420ھ۔ ج۹، ص۴۰۹۔

22۔ البقرۃ2:213۔

23۔ الصّف61:6۔

24۔ تفسیر حقانی، ج7، ص275۔

25۔ سورۃ الصّف61:6۔

۲۶۔ بائبل انجیل یوحنا باب ۱۴، ورس ۱۶، و۲۶، اور ۲۹ تا ۳۰۔

27۔ ایضا

28۔ سورۃ النجم53:3۔

29۔ حقانی، تفسیر حقانی، ج7، ص127۔

30۔ ایضا، ج7، ص128۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 2 |Jan-June 2020
DOI: ***10.33195/uochjrs-v3i22032020***

31- ایضا۔ج 7، ص 129۔

32- حمایت الاسلام مطبوعہ بریلی 1883ء۔ترجمہ اپالوجی گاڈفری ہیگنس صاحب مطبوعہ لنڈن سن 1829ء۔، ص 81تا84،

33- حقانی، تفسیر حقانی، ج7، ص125۔

34- سورۃ الصّف 6:61۔

35- مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، ۷ ص ۱۲۲۔

36- استثناء، باب 18: آیت 15تا19۔

37- المزّمل 15:73۔

38- مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، ۷ ص ۱۲۲۔

39- صحیح بخاری، ابو عبد اللہ ، (م256ھ) الناشر دار الشعب قاہرہ 1987۔کتاب التفسیر، باب سورۃ الصّف، رقم ۴۶۱۴،

40- ابن حنبل، : مسند الإمام أحمد بن حنبل ، المحقق : شعيب الأرنؤوط ، الناشر : مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثانية 1420ھ-، 1999م،۔
حدیث أبي أمامة الباهلي رضی اللہ عنہ، ۲۸، /۱۶۳ ۱۷۔

41- مودودی، تفسیر تفہیم القرآن، ۷ ص ۱۲۲۔

42- بائبل یُوحنا، باب 1: آیت 19تا25۔

43- ایضا، باب ۱۴، آیت ۱۶تا۱۷۔

44- ایضا، باب ۱۴، آیت ۲۵تا۲۶۔

45- ایضا، باب ۱۴، آیت ۳۰۔

46- ایضا، باب ۱۵، آیت ۲۶۔

47- ایضا، باب ۱۶، آیت ۷۔

48- مودودیؒ، تفسیر تفہیم القرآن، ۷ ص ۱۲۲۔

49- سورۃ الصّف 6:61۔

50- البقرۃ 129:2۔

51- ابن حنبل، مسند امام احمد، حدیث أبي أمامة الباهلي رضی اللہ عنہ، ۲۸، /۱۶۳ ۱۷۔

52- سورۃ الصّف 6:61۔

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).